



نوح

(٤١)

نوح

نام | ”نوح“ اس سورۃ کا نام بھی ہے اور اس کے مضمون کا عنوان بھی، کیونکہ اس میں از اول تا آخر حضرت نوح علیہ السلام ہی کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

زمانہ نزول | یہ بھی مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے، مگر اس کے مضمون کی داخلی شہادت اس امر کی نشان دہی کرتی ہے کہ یہ اُس زمانے میں نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے مقابلہ میں کفار مکہ کی مخالفت اچھی خاصی شدت اختیار کر چکی تھی۔

موضوع اور مضمون | اس میں حضرت نوح کا قصہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس سے مقصود کفار مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی رویہ اختیار کر رہے ہو جو حضرت نوح کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا، اور اس رویتے سے اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا جو ان لوگوں نے دیکھا۔ یہ بات پوری سورۃ میں کہیں نہ الفاظ میں نہیں کہی گئی ہے، لیکن جس موقع پر اور جن حالات میں یہ قصہ اہل مکہ کو سنایا گیا ہے اُس پس منظر میں خود بخود یہ مضمون اس سے مترشح ہوتا ہے۔

پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت نوح کو جب اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر مامور فرمایا تھا اُس وقت کیا خدمت اُن کے سپرد کی گئی تھی۔

آیات ۲-۴ میں مختصراً یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی دعوت کا آغاز کس طرح کیا اور اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے کیا بات پیش کی۔

پھر نہ تھائے دراز تک دعوت و تبلیغ کی زحماتیں اٹھانے کے بعد جو رُوداد حضرت نوح نے اپنے رب کے حضور پیش کی وہ آیات ۵-۴ میں بیان کی گئی ہے۔ اس میں وہ عرض کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے کی کوششیں کیں اور قوم نے ان کا مقابلہ کس ہٹ دھرمی سے کیا۔

اس کے بعد حضرت نوح کی آخری گزارش آیات ۲۱-۲۴ میں درج کی گئی ہے جس میں وہ اپنے رب سے عرض کرتے ہیں کہ یہ قوم میری بات قطعی طور پر رد کر چکی ہے، اس نے اپنی تکبیل

اپنے ریشیوں کے ہاتھ میں دے دی ہے، اور انہوں نے بہت بڑا مکر کا جال پھیلا رکھا ہے، اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جائے۔ یہ حضرت نوح کی طرف سے کسی بے صبری کا مظاہرہ نہ تھا بلکہ صدیوں تک انتہائی صبر اور حالات میں تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے بعد جب وہ اپنی قوم سے پوری طرح مایوس ہو گئے تو انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ اب اس قوم کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ یہ رائے ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کے اپنے فیصلے کے مطابق تھی۔ چنانچہ اس کے متصلاً بعد آیت ۲۵ میں ارشاد ہوا ہے کہ اُس قوم پر اس کے کرتوتوں کی وجہ سے خدا کا عذاب نازل ہو گیا۔

آخری آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی وہ دعا درج کی گئی ہے جو انہوں نے عین نزول عذاب کے وقت اپنے رب سے مانگی تھی۔ اس میں وہ اپنے لیے اور سب اہل ایمان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اپنی قوم کے کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو زمین پر بسنے کے لیے جتنا نہ چھوڑا جائے، کیونکہ ان کے اندر اب کوئی خیر باقی نہیں رہی ہے، ان کی نسل سے جو بھی اٹھے گا کافر اور فاجر ہی اٹھے گا۔

اس سورہ کا مطالعہ کرتے ہوئے حضرت نوح کے قصے کی وہ تفصیلات نگاہ میں رہنی چاہیں جو اس سے پہلے قرآن مجید میں بیان ہو چکی ہیں۔ ملاحظہ ہو الاعراف، آیات ۵۹ تا ۶۴۔ یونس، آیات ۷۱ تا ۷۵۔ ہود، ۲۵ تا ۲۹۔ المؤمنون، ۲۲ تا ۳۱۔ الشعراء، ۵ تا ۱۲۲۔ العنکبوت، ۱۴ تا ۱۵۔ الصافات، ۷۵ تا ۸۲۔ القمر، ۹ تا ۱۶۔

ایاتھا ۲۸

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ

زکوٰۃ ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۲ اِنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ
وَاطَّقُوْهُ وَاَطِيعُوْنَ ۳ یَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَدَّدٍ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس ہدایت کے ساتھ) کہ اپنی قوم کے لوگوں کو
خبردار کر دے قبل اس کے کہ ان پر ایک دردناک عذاب آئے۔

اس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو! میں تمہارے لیئے ایک صاف صاف خبردار کر دینے
والا پیغمبر ہوں۔ (تم کو آگاہ کرتا ہوں) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت
کرو، اللہ تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک باقی رکھے گا۔
۱ یعنی ان کو اس بات سے آگاہ کر دے کہ جن گناہوں اور اخلاقی خرابیوں میں وہ مبتلا ہیں وہ ان کو
خدا کے عذاب کا مستحق بنا دیں گی اگر وہ ان سے باز نہ آئے، اور ان کو تباہی سے کہ اس عذاب سے بچنے کے لیے انہیں
کو نسا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

۲ یہ تین باتیں تھیں جو حضرت نوح نے اپنی رسالت کا آغاز کرتے ہوئے اپنی قوم کے سامنے پیش کیں۔
ایک، اللہ کی بندگی۔ دوسرے، تقویٰ۔ تیسرے، رسول کی اطاعت۔ اللہ کی بندگی کا مطلب یہ تھا کہ دوسروں کی بندگی
و عبادت چھوڑ کر اور صرف اللہ ہی کو اپنا معبود تسلیم کر کے اسی کی پرستش کرو اور اسی کے احکام بجالاؤ۔ تقویٰ کا
مطلب یہ تھا کہ ان کاموں سے پرہیز کرو جو اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کے موجب ہیں، اور اپنی زندگی میں
وہ روش اختیار کرو جو خدا ترس لوگوں کو اختیار کرنی چاہیے۔ یہی تیسری بات کہ "میری اطاعت کرو" تو اس کا مطلب یہ
تھا کہ ان احکام کی اطاعت کرو جو اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں دیتا ہوں۔

۳ اصل الفاظ ہیں یَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ نَفْرًا ۳ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تمہارے گناہوں
میں سے بعض کو معاف کر دے گا، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان تین باتوں کو قبول کر لو جو تمہارے سامنے
پیش کی جا رہی ہیں تو اب تک جو گناہ تم کر چکے ہو ان سب سے وہ درگزر فرمائے گا۔ یہاں مِنْ تَبِیْعُصْ کے لیے



يَا بَهُمْ وَأَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا ۖ اسْتِكْبَارًا ۙ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۙ
 ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۙ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا
 رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۙ وَيُمْدِدْكُمْ
 بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۙ مَا لَكُمْ

لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی۔ پھر میں نے
 علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔ میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا
 معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نازیگا،
 تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ

اسی صورت میں ان کو اللہ تعالیٰ سے معافی مل سکتی تھی۔

۱۱۔ منہ ڈھانکنے کی غرض یا تو یہ تھی کہ وہ حضرت نوح کی بات سنا تو درکنار، آپ کی شکل بھی دیکھنا پسند
 نہ کرتے تھے، یا پھر یہ حرکت وہ اس لیے کرتے تھے کہ آپ کے سامنے سے گزرتے ہوئے منہ چھپا کر نکل جائیں اور
 اس کی نوبت ہی نہ آنے دیں کہ آپ انہیں پہچان کر ان سے بات کرنے لگیں۔ یہ ٹھیک وہی طرز عمل تھا جو کفار کبر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختیار کر رہے تھے۔ سورہ ہود آیت ۵ میں ان کے اس رویے کا ذکر اس طرح کیا گیا
 ہے: ”دیکھو یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ رسول سے چھپ جائیں۔ خبردار! جب یہ اپنے آپ کو کپڑوں سے
 ڈھانکتے ہیں تو اللہ ان کے کھلے کو بھی جانتا ہے اور چھپے کو بھی، وہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہے“
 (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، ہود، حواشی ۵-۶)۔

۱۲۔ تکبر سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے حق کے آگے سر جھکا دینے اور خدا کے رسول کی نصیحت قبول کر لینے
 کو اپنی شان سے گری ہوئی بات سمجھا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بھلا آدمی کسی بگڑے ہوئے شخص کو نصیحت کرے
 اور وہ جواب میں سر جھٹک کر اٹھ کھڑا ہو اور پاؤں نیچتا ہوا نکل جائے تو یہ تکبر کے ساتھ کلام نصیحت کو رد
 کرنا ہوگا۔

۱۳۔ یہ بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے کہ خدا سے بغاوت کی روش صرف آخرت
 ہی میں نہیں، دنیا میں بھی انسان کی زندگی کو تنگ کر دیتی ہے، اور اس کے برعکس اگر کوئی قوم نافرمانی کے بجائے
 ایمان و تقویٰ اور احکام الہی کی اطاعت کا طریقہ اختیار کرے تو یہ آخرت ہی میں نافع نہیں ہے بلکہ دنیا میں

لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ (آیت ۱۳)

اللہ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؛ حالانکہ اُس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا ہے کیا دیکھتے نہیں تم

بھی اُس پر نعمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔ سورہ طہ میں ارشاد ہوا ہے "اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے" (آیت ۱۲۲)۔ سورہ مائدہ میں فرمایا گیا ہے "اور اگر ان اہل کتاب نے توراہ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہونا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان کے لیے اور یہ سے رزق برستا اور نیچے سے اُبلتا" (آیت ۶۶)۔ سورہ اعراف میں فرمایا "اور اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے" (آیت ۹۶)۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت ہود نے اپنی قوم کو خطاب کر کے فرمایا "اور اسے میری قوم کے لوگو، اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا" (آیت ۵۲)۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بھی اسی سورہ ہود میں اہل مکہ کو مخاطب کر کے یہ بات فرمائی گئی "اور یہ کہ اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مقرر وقت تک تم کو اچھا سامان زندگی دے گا" (آیت ۳)۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں سے فرمایا کہ "ایک کلمہ ہے جس کے تم قائل ہو جاؤ تو عرب و عجم کے فرمانروا ہو جاؤ گے" (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر القرآن جلد اول، المائدہ، حاشیہ ۹۶۔ جلد دوم، ہود، حواشی ۳ و ۵۔ جلد سوم، طہ، حاشیہ ۱۰۵۔ جلد چہارم، دیباچہ سورہ ص)۔

قرآن مجید کی اسی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ایک مرتبہ تھپ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرنے کے لیے نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا، امیر المؤمنین آپ نے بارش کے لیے تو دعا کی ہی نہیں۔ فرمایا، میں نے آسمان کے اُن دروازوں کو کھٹکھا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے، اور پھر سورہ نوح کی یہ آیات لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں (ابن جریر و ابن کثیر)۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت حسن بصری کی مجلس میں ایک شخص نے خشک سالی کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ دوسرے شخص نے تنگ دستی کی شکایت کی، تیسرے نے کہا میرے ماں اولاد نہیں ہوتی، چوتھے نے کہا میری زمین کی پیداوار کم ہو رہی ہے۔ ہر ایک کو وہ یہی جواب دیتے چلے گئے کہ استغفار کرو۔ لوگوں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ سب کو مختلف شکایتوں کا ایک ہی علاج بتا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب میں سورہ نوح کی یہ آیات سنا دیں (کشاف)۔

۱۳ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے ریشیوں اور سرداروں کے بارے میں تو تم یہ سمجھتے ہو

كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللَّهُ أُنْتَبِهُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يَعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰

کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بہ تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا ہے اور اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح آگایا، پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے بیکام تم کو نکال کھڑا کرے گا۔ اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

کہ ان کے دقار کے خلاف کوئی حرکت کرنا خطرناک ہے، مگر خداوند عالم کے متعلق تم یہ توقع نہیں رکھتے کہ وہ بھی کوئی بادقار ہستی ہوگا۔ اُس کے خلاف تم بغاوت کرتے ہو، اُس کی خدائی میں دوسروں کو شریک ٹھیراتے ہو، اُس کے احکام کی نافرمانیاں کرتے ہو، اور اس سے تمہیں یہ اندیشہ لاحق نہیں ہوتا کہ وہ اس کی سزا دے گا۔

۱۵ یعنی تخلیق کے مختلف مدارج اور اطوار سے گزارنا ہوا تمہیں موجودہ حالت پر لایا ہے۔ پہلے تم ماں اور باپ کی صلب میں الگ الگ نطفوں کی شکل میں تھے۔ پھر خدا کی قدرت ہی سے یہ دونوں نطفے ملے اور تمہارا استقرار حمل ہوا۔ پھر نو مہینے تک ماں کے پیٹ میں بتدریج نشوونما دے کر تمہیں پوری انسانی شکل دی گئی اور تمہارے اندر تمام وہ قوتیں پیدا کی گئیں جو دنیا میں انسان کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے تمہیں درکار تھیں۔ پھر ایک زندہ بچے کی صورت میں تم بطنِ مادر سے باہر آئے اور ہر آن تمہیں ایک حالت سے دوسری حالت تک ترقی دی جاتی رہی یہاں تک کہ تم جوانی اور کبوت کی عمر کو پہنچے۔ ان تمام منازل سے گزرتے ہوئے تم ہر وقت پوری طرح خدا کے بس میں تھے۔ وہ چاہتا تو تمہارا استقرار حمل ہی نہ ہونے دیتا اور تمہاری جگہ کسی اور شخص کا استقرار ہوتا۔ وہ چاہتا تو ماں کے پیٹ ہی میں تمہیں اندھا، بہرا، گونگا، یا اباہج بنا دیتا یا تمہاری عقل میں کوئی فتور رکھ دیتا۔ وہ چاہتا تو تم زندہ بچے کی صورت میں پیدا ہی نہ ہوتے۔ پیدا ہونے کے بعد بھی وہ تمہیں ہر وقت ہلاک کر سکتا تھا، اور اس کے ایک اشارے پر کسی وقت بھی تم کسی حادثے کے شکار ہو سکتے تھے جس خدا کے بس میں تم اس طرح بے بس ہو اُس کے متعلق تم نے یہ کیسے سمجھ رکھا ہے کہ اس کی شان میں ہر گستاخی کی جا سکتی ہے، اس کے ساتھ ہر طرح کی نمک حرامی اور احسان فراموشی کی جا سکتی ہے، اس کے خلاف ہر قسم کی بغاوت

قَالَ نُوحٌ رَبِّ انْتَهَمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مِنْ لَمُزِيدَهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ
 الْاَخْسَارًا ۝۲۱ وَمَكْرًا وَمَكْرًا كُبَّرًا ۝۲۲ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ
 وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝۲۳ وَقَدْ

نوح نے کہا، "میرے رب، انہوں نے میری بات رد کر دی اور ان (رُئیسوں) کی پیروی کی جو مال اور
 اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑا بھاری مکہ کا جال پھیلارکھا ہے۔ انہوں نے
 کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو، اور نہ چھوڑو وود اور سواع کو، اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔ انہوں نے

کی جاسکتی ہے اور ان حرکتوں کا کوئی خمیازہ تمہیں بھگتنا نہیں پڑے گا۔

۱۵ یہاں زمین کے مادوں سے انسان کی پیدائش کو نباتات کے اُگنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح
 کسی وقت اس کڑے پر نباتات موجود نہ تھیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں اُن کو اُگایا، اُسی طرح ایک وقت
 تھا جب روئے زمین پر انسان کا کوئی وجود نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کی پود لگائی۔

۱۶ مکر سے مراد اُن سرداروں اور پیشواؤں کے وہ فریب ہیں جن سے وہ اپنی قوم کے عوام کو
 حضرت نوح کی تعلیمات کے خلاف بہکانے کی کوشش کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ نوح تمہی جیسا ایک آدمی
 ہے، کیسے مان لیا جائے کہ اس پر خدا کی طرف سے وحی آئی ہے (الاعراف ۶۳-ہود ۲۷)۔ نوح کی پیروی تو ہمارے
 اُراڈل نے بے سوچے سمجھے قبول کر لی ہے، اگر اس کی بات میں کوئی وزن ہوتا تو قوم کے اکابر اس پر ایمان
 لاتے (ہود ۲۷)۔ خدا کو اگر بھیجنا ہوتا تو کوئی فرشتہ بھیجتا (المومنون ۲۴)۔ اگر یہ شخص خدا کا بھیجا ہوا ہوتا
 تو اس کے پاس خزانے ہوتے، اس کو علم غیب حاصل ہوتا اور یہ فرشتوں کی طرح تمام انسانی حاجات سے
 بے نیاز ہوتا (ہود ۲۱)۔ نوح اور اس کے پیروں میں آخر کونسی کرامت نظر آتی ہے جس کی بنا پر ان کی فضیلت
 مان لی جائے (ہود ۲۷)۔ یہ شخص دراصل تم پر اپنی سرداری جمانا چاہتا ہے (المومنون ۲۴)۔ اس شخص پر کسی جن
 کا سایہ ہے جس نے اسے دیوانہ بنا دیا ہے (المومنون ۲۵)۔ قریب قریب یہی باتیں تھیں جن سے قریش کے سردار
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو بہکایا کرتے تھے۔

۱۷ قوم نوح کے معبودوں میں سے یہاں اُن معبودوں کے نام لیے گئے ہیں جنہیں بعد میں اہل عرب
 نے بھی پوجنا شروع کر دیا تھا اور آغاز اسلام کے وقت عرب میں جگہ جگہ اُن کے مندر بنے ہوئے تھے۔ بعید نہیں
 کہ طوفان میں جو لوگ بچ گئے تھے ان کی زبان سے بعد کی نسلوں نے قوم نوح کے قدیم معبودوں کا ذکر سنا ہوگا

أَصْلُوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلًّا ﴿۷۱﴾

بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے۔

اور جب از سر نو ان کی اولاد میں جاہلیت پھیلی ہوگی تو انہی معبودوں کے بت بنا کر انہوں نے پھر انہیں پوجنا شروع کر دیا ہوگا۔

وَدُ قَبِيلَةُ قُضَاعَةَ كِي شَاخِ بَنِي كَلْبِ بْنِ وَرْبَرَةَ كَامَعْبُودَاتِحَاسِ كَا اسْتَحَانَ اَنَّهُوْنَ نَعْمَ دُومَةُ الْجَدَلِ مِيْنَ بَنَارِ كَهَاتِحَ۔ عَرَبِ كَعِ قَدِيْمِ كَتَبَاتِ مِيْنَ اَسِ كَا نَامُ وُدَمِ اَبَمِ رُوْدِبَالُوْا لَكَهَا بُوَا مَلْتَا هِيْ۔ كَلْبِيْ كَا بِيَانِ هِيْ كِهْ اَسِ كَا بُوْتِ اِيْكَ نَهَائِيْتِ عَظِيْمِ اَلْحَقِّ مَرُوْكَ شَكْلِ كَا بِنَا بُوَا تَحَا۔ قَرِيْشِ كَعِ لُوْكَ هِيْ اَسِ كُو مَعْبُودَا مَاتِنْتِيْ تَحَا اُوْر اَسِ كَا نَامِ اِنِ كَعِ هَا وَدُ تَحَا۔ اَسِيْ كَعِ نَامِ پَر تَارِيْخِ مِيْنَ اِيْكَ شَخْصِ كَا نَامِ عَبِدُ وُدُ مَلْتَا هِيْ۔

سُوَاعِ قَبِيْلَةُ بَدِيْلِ كِي دِيُوِيْ تَحَا اُوْر اَسِ كَا بُوْتِ عَوْرَتِ كِي شَكْلِ كَا بِنَا يَ اِيْكَ تَحَا۔ يَثْبُوْعِ كَعِ قَرِيْبِ رُهَا طِ كَعِ مَقَامِ پَر اَسِ كَا مَنْدَرُ وَاَقِعِ تَحَا۔

يَعُوْثُ قَبِيْلَةُ طِيْ كِي شَاخِ اَنْعَمُ اُوْر قَبِيْلَةُ مَذْرُجِ كِي بَعْضِ شَاخُوْنَ كَا مَعْبُودَاتِحَا۔ مَذْرُجِ وَاَلُوْا نَعْمَ مِيْنَ اُوْر حِجَازِ كَعِ دَرْمِيَانِ جُرُشِ كَعِ مَقَامِ پَر اَسِ كَا بُوْتِ نَصَبِ كَر رَكَهَاتِحَ اَسِ كِي شَكْلِ شَيْبِرِ كِي تَحَا۔ قَرِيْشِ كَعِ لُوْكَوْا مِيْنَ هِيْ بَعْضِ كَا نَامِ عَبِدِ يَعُوْثُ مَلْتَا هِيْ۔

يَعُوْقِ مِيْنَ كَعِ عِلَاَقَةِ بَهْمَدَانَ مِيْنَ قَبِيْلَةِ بَهْمَدَانَ كِي شَاخِ شِيُوَانَ كَا مَعْبُودَاتِحَا اُوْر اَسِ كَا بُوْتِ كَهُوْرَةَ كِي شَكْلِ كَا تَحَا۔

نَسْرُ جَمِيْرَةَ كَعِ عِلَاَقَةِ مِيْنَ قَبِيْلَةِ حَمِيْرِ كِي شَاخِ اَلِ ذُو الْكَلْعِ كَا مَعْبُودَاتِحَا اُوْر بَلْمُجِ كَعِ مَقَامِ پَر اَسِ كَا بُوْتِ نَصَبِ تَحَا اَسِ كِي شَكْلِ كِهْ كِي تَحَا۔ سَبَا كَعِ قَدِيْمِ كَتَبُوْا مِيْنَ اَسِ كَا نَامِ نَسُوْرِ لَكَهَا بُوَا مَلْتَا هِيْ۔ اَسِ كَعِ مَنْدَرِ كُوْوَ لُوْكَ بَيْتِ نَسُوْرِ، اُوْر اَسِ كَعِ مَجَارِيُوْا كُوَا بِلِ نَسُوْرِ كَتِنْتِيْ تَحَا۔ قَدِيْمِ مَنْدَرُوْا كَعِ جُوَا اَثَارِ عَرَبِ اُوْر اَسِ كَعِ مَتَّصِلِ عِلَاَقُوْا مِيْنَ پَايْتِيْ جَاتِيْ هِيْنَ اِنِ مِيْنَ سَعِ بَهْتِ سَعِ مَنْدَرُوْا كَعِ دَرُوَا زُوْا پَر كِهْ كِي تَصْوِيْرِ بَنِيْ هُوْتِيْ هِيْ۔

۷۱ جیسا کہ ہم اس سورہ کے دیباچے میں بیان کر چکے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی یہ بددعا کسی بے صبری کی بنا پر نہ تھی بلکہ یہ اُس وقت اُن کی زبان سے نکلی تھی جب صدیوں تک تبلیغ کا حق ادا کرنے کے بعد وہ اپنی قوم سے پوری طرح مایوس ہو چکے تھے۔ ایسے ہی حالات میں حضرت موسیٰ نے بھی فرعون اور قوم فرعون کے حق میں یہ بددعا کی تھی کہ ”پروردگار! ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی ٹہر کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں“ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا: ”تمہاری دعا قبول کی گئی“ (یونس، آیات ۸۸-۸۹)۔ حضرت موسیٰ کی طرح حضرت نوح کی یہ بددعا بھی عین منشاۃ الہی کے مطابق تھی۔ چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا ہے وَأَوْحِيَ اِلَى نُوْحٍ اِنَّهُ كُنْ يُوْمِيْنَ مِنْ قَوْمِكَ

مِمَّا خَطِيئَتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ
 دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۝ (۲۵) وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ
 الْكٰفِرِينَ دَيَّارًا ۝ (۲۶) إِنَّكَ إِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا
 يَلِدُوا إِلَّا فٰجِرًا كَفَّارًا ۝ (۲۷) رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ

اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ غرق کیے گئے اور آگ میں جھونک دیے گئے، پھر انہوں نے
 اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔ اور نوح نے کہا، ”میرے رب، ان کافروں میں سے
 کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی
 نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔ میرے رب، مجھے اور میرے والدین کو اور ہر

إِلَّا مَنْ قَدَّامَنْ فَلَا بَسِيْطٍ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور نوح پر وحی کی گئی کہ تیری قوم
 میں سے جو لوگ ایمان لاچکے ہیں ان کے سوا اب اور کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے، اب ان کے کرتوتوں پر غم
 کھانا چھوڑو۔“ (ہود-۳۶)۔

۱۹ یعنی غرق ہونے پر ان کا قصہ تمام نہیں ہو گیا، بلکہ مرنے کے بعد فوراً ہی ان کی روحیں آگ کے
 عذاب میں مبتلا کر دی گئیں۔ یہ بعینہ وہی معاملہ ہے جو فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ کیا گیا، جیسا کہ سورہ مومن،
 آیات ۴۵-۴۶ میں بیان کیا گیا ہے (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر القرآن، جلد چہارم، المومن، حاشیہ ۶۲)۔ یہ
 آیت بھی ان آیات میں سے ہے جن سے بزرگ کا عذاب ثابت ہوتا ہے۔

۲۰ یعنی اپنے جن معبودوں کو وہ اپنا حامی و مددگار سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی انہیں بچانے کے
 لیے نہ آیا۔ یہ گویا تنبیہ تھی اہل مکہ کے لیے کہ تم بھی اگر خدا کے عذاب میں مبتلا ہو گئے تو تمہارے یہ معبود، جن پر تم
 بھروسہ کیے بیٹھے ہو، تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔

دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَلَا تَزِدِ

الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝۳۸

اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے، اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کرے۔

